شہیدِ اسلام

جسٹس عبدالقادر عودہ ○

۱۲ فروری ۱۹۴۹ء کو حسن البنا خون میں لت پت اپنے رب کریم سے جا ملے۔ آپ نے اقامت دین کے راستے میں حائل بتوں کو پاش پاش کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

آپ نے مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی صحیح تصویر جاگزیں کرنے، ان کے دلوں میں اسے راسخ کرنے، عملی زندگی میں انھیں اسلام کے تابع فرمان بنانے، اور اسلام کی بالادستی قائم کرنے کی راہ میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔

حسن البنا نے جن بتوں کو پاش پاش کرتے ہوئے شہادت کا مرتبہ پایا، ان میں سے سرفہرست عصر حاضر کے وہ بت ہیں کہ جنھیں لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ اور وہ اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دولت واقتدار کے کروفر رسوم ورواج کے چنگل یا مذہبی فریب کاری سے متاثر ان بتوں کے سامنے ماتھا ٹیکتے ہیں۔ یہی بت ہیں جن کی جانب ہر سمت سے لوگ بھاگے

○ اخوان المسلمون کے اولین شہید جنھیں جمال عبدالناصر نے اپنا دست ظلم وجور آزماتے ہوئے ۱۹۵۴ء میں شہید کیا۔ مصری عدلیہ سے وابستہ ہو کر جج مقرر ہوئے۔ آپ امام حسن البنا شہید کی زیر ادارت نکلنے والے رسالے الشہاب کے اسی شمارے سے متاثر ہو کر اخوان المسلمون کی صفوں میں شامل ہوئے تھے کہ جسے پڑھ کر مرشد عام حسن الھضیبی جماعت میں آئے تھے۔ جب حسن الھضیبی مرشد عام منتخب ہوئے تو عبدالقادر شہید کو اخوان المسلمون کا سیکریٹری مقرر کیا۔ عبدالقادر عودہ شہید نے ۲۸ فروری ۱۹۵۴ء کے اُس مظاہرے کی قیادت کی تھی جس کے دباؤ پر فوج کی انقلابی کونسل، جنرل محمد نجیب کو دوبارہ صدر جمہوریہ مقرر کرنے پر مجبور ہوئی۔ آپ ہی نے مظاہرہ میں نہتے لوگوں پر گولی چلانے کی پاداش میں بطور قصاص جمال عبدالناصر کے سر کا مطالبہ کیا تھا۔ ترجمہ: ڈاکٹر افتخار احمد خان

آتے ہیں، اور ہر جگہ انھی بتوں کے گرد لوگ دیوانہ وار چکر کاٹتے ہیں۔ ان کی خواہش یہی ہے کہ کسی طرح ان سے جا ملیں یا ان کا قرب حاصل کرلیں۔ ایسے کم ظرف لوگ اپنے ازلی و ابدی رب کی نافرمانی کرتے ہیں اور وقتی، عارضی اور بودے جھوٹے خداؤں کی رضا جوئی چاہتے ہیں۔

عصر حاضر کے یہ بت، قدیم زمانے کے پتھر اور لکڑی وغیرہ کے بت نہیں ہیں، جن کی آغوش میں انسان پناہ لیتے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے اور اس کی قربت حاصل کرنے کے لیے انھیں پوجتے تھے۔ یہ مجسم چلتے پھرتے انسانی بت ہیں، جن میں مریض روحیں سرایت کرچکی ہیں، جنھیں خواہشات نے غلام بنا رکھا ہے اور جنسی اور مالی ہوس ناکی نے انھیں توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ ایسی روحیں جن پر بدترین افکار اور حقیر خواہشات غالب ہیں۔ ایسی روحیں جو مال و جاہ پر فریفتہ ہیں اور خدا کے عطا کردہ جاہ و جلال سے بے پروا ہیں۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو فراموش کرچکے ہیں اور جنھوں نے اس کے نازل کردہ احکامات کا انکار کر رکھا ہے، یہ خود بھی بدبخت ہیں اور انھوں نے دوسروں کو بھی بدبخت بنا رکھا ہے۔ وہ نہ صرف خود گمراہی و ہلاکت میں پڑے ہوئے ہیں بلکہ، اپنے پیروکاروں کو بھی لے ڈوبے ہیں۔

حسن البنا نے نہ تو کوئی جنگ چھیڑی تھی اور نہ وہ بغاوت کے مرتکب ہوئے تھے۔ وہ ایک نہتے انسان تھے۔ ان کے پاس حق کا ہتھیار ضرور تھا، لیکن یہ ان کی سرشت میں نہ تھا کہ وہ لوگوں پر چڑھ دوڑیں، وہ حکیمانہ اور بھلے انداز سے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے، اور لوگوں کو ایسے بھلائی کے کاموں کی طرف دعوت دیتے تھے جن میں سراسر ان کی دنیا و آخرت کی بھلائی اور ان کے لیے خوش بختی کا سامان ہو۔

حسن البنا نے لوگوں کو یہ دعوت دی کہ اسلام طاقت و قوت اور عزت و شوکت کا نام ہے، جب کہ لوگوں نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ اسلام کمزوری، غلامی اور خودسپردگی کا نام ہے۔ انھوں نے لوگوں پر واضح کر دیا کہ اسلام، انصاف، پاکیزگی، آزادی، مساوات اور برابری کا دین ہے۔ جس وقت مسلمان مظالم، تکالیف اور ایذا رسانی کے سبب کراہ رہے تھے اور گناہوں میں ڈوب چکے تھے، ان کی آزادی سلب اور حکومت ختم ہوچکی تھی اور انھوں نے آپس ہی میں ایک دوسرے پر چڑھائی کر رکھی تھی۔ ان کے طاقت وروں نے کمزوروں کو ذلیل و رسوا کر کے چھوڑا تھا اور ان کے حاکموں

نے رعایا کو دبا رکھا تھا...... امام حسن البنا نے مسلمانوں کو سمجھایا کہ اسلام ہی ان کے درمیان وحدت اور ان کے ممالک کے لیے اتحاد کا سبب ہے، اسلام ہی مومنوں کے درمیان بھائی چارے کا باعث اور مسلمانوں کے درمیان باہمی تعاون و یک جہتی کا وسیلہ ہے۔ اسلام نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرنے، اور یک جا ہو کر خیر کے پھیلانے اور شر و فساد کو ختم کرنے کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مشیت تھی کہ حسن البنا ایک طویل جدوجہد اور اَن تھک محنت کے بعد کامیاب ہوں۔ لوگ ان کی طرف متوجہ ہوئے، ان کی دعوت کو قبول کیا اور ان کی یہ دعوت اطراف و اکناف میں پھیل گئی۔ مختلف علاقوں اور پیشوں سے تعلق رکھنے والے مردوں، عورتوں، بوڑھوں اور نوجوانوں نے اس دعوت کو قبول کیا۔ گویا وہ نئے جوش و ولولے سے دائرۂ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں اور قرآن کے جھنڈے تلے صف آرا ہوگئے ہیں۔ وہ سب یک زبان تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کی غرض و غایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ان کے لیڈر اور رہنما ہیں، قرآن کریم ہی ان کا دستورِ حیات ہے، جہاد ان کا راستہ ہے اور اللہ کی راہ میں موت ان کی منتہاے آرزو ہے۔

جب یہ دعوت مسلم دنیا میں پھیلی اور اس کی روشنیاں ہرسُو جگ مگانے لگیں تو ظالموں کو خطرہ لاحق ہوگیا کہ ان کے مظالم کی طویل رات کے زوال کا وقت آگیا ہے۔ سامراجی قوتوں نے محسوس کیا کہ ان کے شکار ان کے ہاتھ سے نکلنا چاہتے ہیں۔ ظلمتوں کے پجاری چمگادڑوں نے جان لیا کہ اسلام کی روشنی میں ان کے لیے زندہ رہنا دشوار ہوگا، تو انھوں نے اپنے تئیں سمجھا کہ اس دعوت کے داعی کے قتل کے ساتھ ہی اس دعوت کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ اسی لیے انھوں نے دھوکے اور بہانے سے امام حسن البنا کو قتل کر دیا۔ آپ رحمہ اللہ تو خوشی خوشی اپنے رب کریم سے جا ملے، تاکہ اس کے ہاں انبیا و صدیقین کے ساتھ جگہ پالیں۔ جہاں تک تعلق ہے انھیں دھوکے سے شہید کرنے والوں کا تو انھوں نے یہ مکروہ اور قبیح حرکت کر کے اللہ تعالیٰ کا غضب مول لیا اور اس کی لعنت اور دنیا و آخرت کی رسوائی حاصل کی۔

حسن البنا، شہید اسلام ہیں، جنھوں نے اذہان میں اسلام کی تجدید کی، قلوب میں اسے زندہ کیا، مسلمانوں کے مردہ دلوں میں زندگی کی روح پھونکی، انھیں خوابِ غفلت سے بیدار کیا اور انھیں اپنی آزادی اور ناموس دین و ملت کی حفاظت کے لیے ابھارا۔

امام حسن البنا کو جن ظالموں نے قتل کیا وہ سراسر خسارے میں رہے۔ وہ سمجھ رہے تھے کہ ان کی ذات کو ختم کر کے شاید انھوں نے ان کی دعوت کو بھی ختم کر دیا، حالانکہ وہ سمجھ ہی نہیں پائے کہ وہ کوئی چند اشخاص کی دعوت نہیں ہے بلکہ اللہ کی پکار ہے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سمجھا دیا ہے کہ دعوت کا تعلّق اس ذات وحدہٗ لاشریک سے ہے، دعوت دینے والوں کی ذات سے نہیں ہے۔ اشخاص کا اس سلسلے میں بس اتنا ہی حصّہ ہے کہ جس کسی نے اس دعوت کے لیے کوشش کی اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کے سبب اسے عزت دی، اور جس نے اس دعوت کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھلائی سے دور کر دیا، پھر وہ کسی حال میں دعوت کی اس نعمت تک نہیں پہنچتا۔ یہ بات تو ہم سب جانتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے ان کی دعوت کو کچھ بھی نقصان نہ پہنچا، تو پھر حسن البنا کے دنیا سے چلے جانے سے اس دعوت کو کیسے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ لیکن ظالموں کو اس کی سمجھ کیوں کر آئے گی۔

میں جس چیز کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اصل میں دعوت اسلام، کسی شخص کی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی دعوت ہے۔ گویا بھلائی، سعادت مندی اور انسانی اصلاح کے لیے تو یہ ایک روشنی ہے۔ ایسی روشنی جسے اللہ تعالیٰ نے زمین کی طرف اتارا ہے، تاکہ جہالت اور ظلم کے اندھیروں کو پاش پاش کر دے اور کرۂ ارضی کو ظلم و فساد سے پاک کر دے۔ دوسری طرف زمین میں پھیلے طاغوت اور اس کے آلہ کار ہر جگہ، ہر زمانے میں اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ وہ اس دعوت کو نیچا دکھائیں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کی پھیلائی ہوئی روشنی کو بجھا دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ بہرصورت روشنی کو مکمل کر کے رہے گا، اور اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کرے گا۔ چاہے ظالم طاغوت، اور استعماری سامراج ہرگز نہ چاہیں اور چاہے وہ سب مل کر ایک دوسرے کی پشت پناہی کرتے رہیں: ''اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو ایک رسول ہیں، ان سے پہلے بھی رسول گزر چکے ہیں تو کیا وہ اگر انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے، اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا اور عنقریب اللہ شکر کرنے والوں کو صلہ دے گا''۔ (اٰل عمرٰن ۳:۱۴۴)

بے شک اخوان المسلمون کے محترم اور محبوب قائد حسن البنا کو قتل کر دیا گیا، ان کے ساتھیوں میں سے بھی کئی قتل ہوئے، بہت سے ستائے گئے، آزمائے گئے اور انھیں ان کے

گھر والوں کو مال اور مستقبل کے حوالے سے آزمایش میں ڈالا گیا، لیکن یہ سب کچھ انھیں اللہ تعالیٰ کی دعوت سے نہ پھیر سکا بلکہ ان کے ایمان اور ثابت قدمی میں اضافے کا سبب ہوا۔

الحمدللہ، وہ تمام آزمایشوں سے زیادہ سخت جان، زیادہ پختہ ارادے والے اور برائی کی قوتوں کا بھرپور طریقے سے مقابلہ کرنے والے بن کر صراط مستقیم پر گام زن ہوئے۔ وہ اپنے شہید راہ نما کے طریقے پر چلتے رہے، جو اپنے قائد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور اللہ جل شانہ کی کتاب کو تھام کر چلنے کے لیے کوشاں رہے۔ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ سے دعا گو رہے کہ وہ اللہ سے ایسی حالت میں ملاقات کریں کہ جس میں ملنا مطلوب ہے۔

> ایمان والوں میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں، جنھوں نے سچ کر دکھایا وہ وعدہ جو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا، پس ان میں سے کچھ ایسے ہیں جنھوں نے اپنی نذر پوری کر دی اور کچھ منتظر ہیں اور وہ ہرگز نہیں بدلے۔ (الاحزاب ۳۳:۲۳)

اس واقعہ میں ان لوگوں کے لیے عبرت ہے جو حق کی مخالفت کرتے اور اللہ تعالیٰ کی دعوت کو بوجھ بلکہ ناخوش گوار سمجھتے ہیں۔ اگر وہ عبرت حاصل کریں اور سمجھ جائیں تو اس میں ان کے لیے اور لوگوں کے لیے بھلائی ہے۔ کامیابی حق کے لیے ہے۔ یہ باطل خواہ کتنا بلند اور کامیاب ہو بالآخر اسے زوال پذیر ہونا ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے روز اول سے طے کر دیا ہے کہ اس کا حکم ہی غالب رہے گا اور اس کے رسولؐ کا بھی۔ جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کرنے کی حماقت کرتا ہے، وہ خود مغلوب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لازم کر لیا ہے اپنے لیے کہ وہ اپنے نیک بندوں کو زمین کا وارث بنائے گا۔

> اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور انھیں زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا گیا جو تم سے پہلے تھے اور ان کے لیے ان کا وہ دین جو اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے، غالب کر دے گا۔ (النور ۲۴:۵۵)

***